افریقہ میں قحط کا مہیب سایہ

ایتھوپیا میں کام کرنے والے بین الاقوامی ریڈکراس کے ایک کارکن نے بتایا کہ شمالی ایتھوپیا کے ایک دور دراز قصبے بائی میں انہوں نے عارضی طور پر ایک ریلیف کیمپ لگایا۔ بائی کی آبادی اس وقت تین ہزار تھی۔ اس کیمپ کی جیسے ہی نواح میں خبر پہنچی بائی کی آبادی چند ہفتوں میں بڑھ کر پندرہ ہزار ہو گئی۔ اور رپورٹ کے وقت (یعنی آخر اکتوبر میں) بائی کی آبادی کی تعداد ۲۵ ہزار ہو گئی۔

ریڈکراس ہی کی ایک دوسری ٹیم بائی سے ۲۱۰ میل اوپر چلی گئی تاکہ معلوم ہو کہ دور دست علاقوں کی کیا کیفیت ہے۔ وہ ایک چھوٹے سے قصبے کیہا پہنچے۔ یہاں انہوں نے جو منظر دیکھا وہ اس کو دیکھ کر دہشت زدہ رہ گئے ۹ ہزار افراد لق و دق چٹیل میدان میں کھلے آسمان کے نیچے بے حس و حرکت لاشوں کی طرح پڑے تھے۔ غیر ملکیوں کی ٹیم دیکھ کر ان لاشوں میں حرکت آئی۔ اور ان کے ہاتھ ان کی جانب یوں اٹھے گویا وہ کچھ کھانے کو مانگ رہے ہیں

اس ٹیم میں ایک ڈاکٹر تھا وہ کہتا ہے۔

ایک کمبل پر مکھیوں کی فوج بیٹھی ہوئی تھی میں نے اسے الٹ کر دیکھا تو اس کے نیچے ایک عریاں لاش پڑی تھی۔ یوں معلوم ہوتا تھا گویا اس کو مرے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی۔ کچھ فاصلے پر ایک بوڑھی عورت مری پڑی تھی اور اس کے چہرے پر مکھیاں اسی طرح بھنبھنا رہی تھیں۔ ایک شخص سے میں نے پوچھا تمہارے گھر میں تو کوئی موت واقع نہیں ہوئی اس نے کہا میرے تین بچے مر گئے ہیں۔ پھر اس نے تھوڑے وقفے کے بعد کہا اب تو یہ بھی یاد نہیں رہا کہ گاؤں میں کتنے بڑے اور کتنے بچے مرے ہیں۔

ریڈکراس ہی کا بیان ہے کہ ایتھوپیا کے ۶۰ لاکھ باشندے شدید قحط کی زد میں ہیں۔ ان میں سے اس وقت تک ۳ لاکھ ہلاک ہو چکے ہیں اور ماہرین کا خیال ہے کہ یہ قحط دس لاکھ افراد کی جان لے کر رہے گا۔

ریڈکراس اور مغربی صحافیوں کی یکساں رپورٹ ہے کہ ایتھوپیا میں بھوک سے لقمۂ اجل بننے والوں کی تعداد اس وقت ایک سو روزانہ ہے۔ ایتھوپیا سب سے زیادہ قحط زدہ ہے اس کے بعد موزمبیق ہے جس کی آبادی

ایک کروڑ چالیس لاکھ ہے۔

موزنبیق کے دو لاکھ باشندے بھوک سے ہلاک ہو چکے ہیں۔

ایک غیر ملکی نامہ نگار جب موزنبیق پہنچا تو اس نے کہا مجھے یوں معلوم ہوا گویا پورا موزنبیق اپنا گھر بار چھوڑ کر باہر نکل آیا ہے اس کی رپورٹ کے مطابق

دیہاتوں پر مردنی چھائی ہوئی ہے۔ لنگڑاتے ہوئے مریل لوگوں کی لمبی لمبی قطاریں رینگ رہی ہیں ان میں اکثر قلت خوراک کی وجہ سے اپنی بینائی بھی کھو چکے ہیں وہ قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتے ہیں ہر آدمی دوسرے کے سہارے چلتا ہے۔

اس نامہ نگار نے ایک شخص سے پوچھا۔ تم ٹھیک ہو؟ اس نے کہا

ہم تین سال سے فاقے کاٹ رہے ہیں مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میں نے کب پیٹ بھر کر روٹی کھائی تھی۔

چاڈ اس وقت جنگ کی حالت میں ہے ایک طرف توپیں آگ اگل رہی ہیں تو دوسری طرف بھوک کا عریاں رقص ہے نیوز ویک کا ایک نامہ نگار خود چاڈ جاتا ہے اور وہاں سے رپورٹ بھیجتا ہے۔

ڈویا کے امدادی کیمپ پر بھوکی ماؤں کی لمبی قطار لگی ہوئی ہے ان کی مرجھائی ہوئی چھاتیوں سے چوہوں کے سے بچے چپکے ہوئے تھے۔ اس قصبے میں دو ہفتوں میں قریب دو سو بچے مر گئے ہیں۔ اکثر لوگ صرف پتے کھا کر گذارہ کرتے ہیں۔ چاڈ میں پچھلے چند ماہ میں چار ہزار افراد بھوک سے لقمۂ اجل بنے۔ دو لاکھ افراد اپنے گھر بار چھوڑ کر خوراک کی تلاش میں نکل گئے ہیں۔

نیوز ویک کا نامہ نگار لکھتا ہے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ چاڈ کو خوراک کیسے پہنچ سکتی ہے یہ ملک متحارب فوجوں میں بٹا ہوا ہے۔ اس کی قریب ترین بندرگاہ بارہ سو میل دور ہے۔ جب تک خوراک جائے گی چاڈ کی بیشتر آبادی موت کے منہ میں جا چکی ہو گی۔

چاڈ میں جنگ ہو رہی ہے لاکھوں روپے کا بارود پھونکا جا رہا ہے لیکن حالت یہ ہے کہ پورے ملک میں پختہ سڑک کی لمبائی صرف ۶۰ میل ہے۔

یہی کیفیت موریطانیہ کی ہے۔ یہاں خاک اڑ رہی ہے زمین و آسمان ہم رنگ ہو رہے ہیں بیس سال کی مدت میں سرسبز علاقے ریت میں تبدیل ہو گئے ہیں۔

لوگوں کو اب یہ بھی یاد نہیں رہا کہ پچھلی بارش کب ہوئی تھی

مولانا شمس تبریز خاں
رفیق مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ

قسط ۲

تاریخ اسلام میں شیعیت و باطنیت کا منفی کردار

بعض باطنی اور اسماعیلی فرقے اور ان کے عقائد

علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں (جو علامہ عبدالقاہر اور امام غزالی کا بھی قول ہے) کہ انہیں باطنیہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ قرآن و حدیث کے ظاہری الفاظ کے ایسے باطنی معنی ہیں جو چھلکے کے مقابلے میں مغز کا حکم رکھتے ہیں اور جو علم باطن میں ترقی کر جاتا ہے۔ اس سے تکلیف شرعی ختم ہو جاتی ہے۔ اور وہ اس سے آرام پا جاتا ہے ان کا اس سے مقصد شریعت کو ختم کرنا ہے۔ کیونکہ جب انہوں نے عقائد کو ظاہری احکام سے ہٹا دیا تو ایسے باطنی دعوے کرنے لگے جو دین سے تعلق ختم کر دیتے ہیں انہیں محمرہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ بابک خرمی کے زمانے میں سرخ کپڑے پہنتے تھے جو ان کا شعار تھا۔ انہیں سبعیہ اس لئے کہتے ہیں کہ ان کا خیال ہے کہ سات ستارے عالم سفلی کے مدبر ہیں اور انہیں تعلیمیہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ مخلوق کو امام معصوم کی تعلیم کی طرف بلاتے ہیں۔

ان کا مقصد شریعت کا خاتمہ ہے اس لئے کہ ان کی دعوت متعین نہیں بلکہ ہر جماعت سے اس کی رائے کے مطابق بات کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کی غرض سب پر حاوی ہونا ہے۔ باطنیہ کے پردوں میں کم عقل، جاہ پسند، طالع آزما، عوام دشمن، لذت پسند اور عقلیت زدہ انسان ہی نظر آتے ہیں۔ جن سے وہ وعدہ کرتے ہیں کہ اگر انہوں نے ان کی مرضی کے مطابق کام کیا تو وہ امام اور نبی کے درجے پر پہنچ جائیں گے۔ اور بلندی ترقی کرتے کرتے حجت، پھر امامت، پھر رسالت کے درجے پر پہنچ جاتا اور (نعوذ باللہ) خدا سے مل کر خدا ہو جاتا ہے [1]

امام عبدالقاہر بغدادی نے بھی ایسا ہی خیال ظاہر کیا ہے۔ کہ باطنیہ کے پردوں میں وہ عوام ہیں جو بصیرت سے خالی ہیں۔ جیسے نبطی۔ کُرد۔ مجوسی۔ اور دوسرے وہ شعوبی ہیں جو عجم کو عرب پر فضیلت دیتے

---

[1] ایضاً ص ۶۳ تا ۶۷

دیتے ہیں اور عجم کی حکمرانی کے خواہشمند ہیں۔

تیسری قسم بنی ربیعہ کے بے وقوفوں کی ہے۔ جو آں حضرتؐ کے مضری ہونے سے خفا ہیں۔ عبداللہ بن خازم السلمی نے اپنے خطبہ خراسان میں کہا کہ ربیعہ اللہ تعالیٰ سے اپنے نبیؐ کو مضر سے مبعوث کرنے پر خفا ہیں اسی وجہ سے بنو حنیفہ نے مسیلمہ کذاب سے بیعت کی تھی۔ کہ شاید یہ بنی ربیعہ کا نبی بن جائے [1]

علامہ ذہبی نصیریہ کے بارے میں کہتے ہیں: "یہ محمد بن نصیر کے پیرو ہیں۔ جو امامی شیعہ تھا۔ نصیریہ زمانے کے ساتھ برابر بدلتے رہے۔ علامہ ابن تیمیہ کے زمانے میں ان کے تلمیذ ابن مری شافعی نے ان کے عقائد کے بارے میں بتایا کہ وہ حضرت علیؓ کو خدا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حجاب، سلمان فارسی کو باب اور حضرت علیؓ کو خالق ارض و سما مانتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ آدم اسم تھے اور معنی حضرت شیثؑ تھے۔ اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسم تھے اور معنی حضرت علیؓ۔ اسی کے ساتھ وہ عالم کی قدامت، تناسخ ارواح کے قائل ہیں۔ اور قیامت کا انکار کرتے ہیں اور جنت و جہنم کو دنیاوی چیز سمجھتے ہیں۔ پانچ نمازوں کا مطلب پنج تن علیؓ حسنؓ و حسینؓ، محسن اور فاطمہؓ کو بتلاتے ہیں۔ علامہ ابن تیمیہؒ کہتے ہیں کہ نصیریہ، اسمٰعیلیہ اور باطنیہ، شیعہ امامیہ ہی سے پیدا ہوئے [2]

نصیریہ کی بڑی تعداد شام میں ہے جو اپنے کو علویین کہتے ہیں۔ شام و لبنان میں بسنے والے دروزیوں کے بارے میں مولانا عبدالحلیم شرر لکھتے ہیں:

"شام کے اسماعیلی فی الحال تین فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ سویدانی، خضروی اور دروز، سب سے زیادہ جماعت تو دروز کی ہے جنہوں نے حسن بن صباح کے اصول چھوڑ کر ایک نیا مذہب بنا لیا ہے۔ اس مذہب کی ابتدا یوں ہوئی:

گیارھویں صدی عیسوی میں خلفائے بنی فاطمہ مصر میں سے الحاکم بامر اللہ نے عجیب پر لطف خیال کے مسلمانوں پر بے انتہا مظالم کرکے تمام مخالف قوتیں توڑ دیں تو اس کے اشارے یا اس کی ہیبت و جبروت نے اس کی نسبت ایک نیا خیال پیدا کیا۔ محمد بن اسمٰعیل نامی ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ خلیفہ الحاکم خداوند جل و علا کا ایک مظہر کامل ہے۔ اس اصول نے خلیفہ یا امام کی ذات میں ایک شانِ الوہیت پیدا کر دی۔ اور اسے ایک پورا دیوتا بنا دیا۔ خوشامد آمیز عقیدت الحاکم کو ایسی پسند آئی کہ اس کی تصدیق ہی نہیں کی بلکہ حکومت کے زور سے اور لوگوں کو بھی اس عقیدے کا پابند بنانے لگا۔ اس طریقے سے جو لوگ محمد بن اسمٰعیل کے ہم عقیدہ بنائے گئے

---

[1] الفرق بین الفرق ص ۲۸۶ [2] مختصر منہاج السنہ للذہبی ص ۹۷، ۹۹ (دمشق ۱۳۷۴ھ)

ان لوگوں کو دروز کا خطاب دیا گیا۔

اس مذہب کا سب سے بڑا داعی اور رواج دینے والا حمزہ بن علی نامی ایک شخص تھا جس کے خطوط تبلیغ کا ایک مجموعہ یورپ میں چھپا ہے۔ یہ مجموعہ "کتاب الدروز" کے نام سے مشہور ہے۔ اور فرقہ دروز میں قرآن سے زیادہ مقبولیت ووقعت رکھتا ہے۔ حمزہ نے اس فرقہ والوں کے سامنے یہ اصول پیش کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) صرف قرآن کی تنزیل یعنی ظاہری ولغوی معنوں کو سمجھ سکتے تھے۔ ان کے اصطلاحی، اصلی اور مرادی معنی فقط حاکم بامراللہ ہی سمجھا جس میں شانِ الوہیت پائی جاتی تھی۔ دروز کا واقعی یہ عجیب اعتقاد ہے۔ کہ قرآن کی حقیقت اور اس کے بذریعہ وحی نازل ہونے کے تو معتقد ہیں مگر آں حضرت کو برا بھلا بھی کہتے ہیں۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو مسلمانوں میں (۹) یہ عجیب فرقہ ہے جس نے اپنے آپ کو قریب قریب تمام اسلامی شعائر اور مذہبی قیدوں سے آزاد کر لیا ہے۔ نہ ختنہ کرتے ہیں نہ نماز پڑھتے ہیں۔ نہ روزہ رکھتے ہیں۔ شراب بے تکلف پیتے ہیں۔ سُور کا گوشت کھاتے ہیں کبھی کسی قسم کا تامل نہیں کرتے۔ اور ازدواج ونکاح بہت سی رسموں اور قیدوں میں بھی شریعت اسلام کا کچھ پاس ولحاظ نہیں کرتے[1]۔

جمال الدین قفطی لکھتا ہے۔ فرقہ باطنیہ کے بعض لوگ اس حکیم (ابیذقلیس یونانی) کو اپنا پیشوا خیال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ابیذقلیس چند باتیں رمز وکنایہ میں کہہ گیا ہے۔ جن کا علم آج تک کسی کو حاصل نہیں ہوا۔ لیکن میں نے اس حکیم کی تصانیف دیکھی ہیں ان میں کوئی ایسی بات نہیں ملی۔

اسلام میں اس فلسفی کا مشہور پیرو محمد بن عبداللہ الجبلی القرطبی ہے، جو اپنے مرشد کے فلسفے کا بڑا شیدائی تھا اور زندگی بھر اس کی اشاعت کرتا رہا۔ (م ۳۱۹ھ)[2]

عبدالکریم شہرستانی (۴۷۹۔۵۴۸ھ) لکھتے ہیں۔

"ان لوگوں کو باطنی اس لئے کہتے ہیں کہ وہ ہر ظاہر کا باطن اور ہر آیت کی تاویل کے قائل ہیں انہیں اور القاب سے بھی یاد کیا جاتا ہے، عراق میں وہ باطنیہ، قرامطہ اور مزدکیہ اور خراسان میں تعلیمیہ وملاحدہ کہلاتے اور وہ اپنے کو اسماعیلیہ کہتے ہیں۔ قدیم باطنیوں نے اپنے عقائد میں فلاسفہ کے اقوال شامل کر لئے تھے۔ اور اپنی کتابیں بھی اسی طرز پر لکھی تھیں"[3]

عبدالقادر بغدادی (م ۴۲۹ھ) نے باطنیہ پر بہت تفصیل سے لکھا ہے اور ان کی تاریخ اور ان کے عقائد

---

[1] حسن بن صباح (مکتبہ اردو لکھنؤ ص ۵۹، ۶۳) [2] تاریخ الحکماء ص ۴۸، ۴۹ (دہلی ۱۹۴۵ء) [3] الملل والنحل ص ۲۹۔ مصر ۱۳۲۰)

دوسرے متکلمین کے تبصرے نقل کرنے کے بعد اپنی فیصلہ کن رائے بھی دی ہے۔ اس طرح پرانے لکھنے والوں میں وہ باطنیہ پر سند کا درجہ رکھتے ہیں۔ یہاں ان کی تفصیلی تحریر کا مختصر خلاصہ پیش کیا جا رہا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

" باطنیہ کے اغراض و مقاصد کے بارے میں متکلمین اسلام میں اختلاف ہے۔ ان کی اکثر تعداد کا کہنا یہ ہے کہ باطنیہ کا مقصد، قرآن و سنت کی تاویل کر کے مجوسیت کی طرف بلانا ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ ان کا بانی میمون بن دیصان مجوسی اور اہواز کے غلاموں میں تھا۔ اس کے بیٹے عبداللہ نے بھی لوگوں کو اپنے باپ کے دین کی طرف بلایا۔ اسی طرح ان کا ایک داعی البرذعی نے اپنی معروف کتاب " المحصول " میں لکھا ہے کہ مبدع اول نے نفس کو پیدا کیا۔ پھر اول اور ثانی سات ستاروں اور چار طبائع کے ذریعے دنیا کو چلاتے ہیں اور یہ بالکل مجوسی عقیدہ ہے۔ بعض لوگوں نے باطنیہ کو صابئین حرّان سے منسوب کیا ہے۔ اور یہ دلیل دی ہے کہ میمون کے بعد باطنیہ کا داعی حمدان قرمط حرّان کے صابیوں میں سے تھا۔ جو اپنا دین چھپاتے ہیں۔ اور صرف اپنے آدمیوں پر ظاہر کرتے ہیں۔ اور باطنیہ کی بھی یہی طرز ہے۔

دین باطنیہ کے بارے میں میرا یقین یہ ہے کہ وہ دہری و زندیق ہیں وہ عالم کو قدیم مانتے، رسولوں اور شریعتوں کے منکر ہیں۔ کیونکہ وہ من مانی کرنے کا میلان رکھتے ہیں۔ میں نے ان کی کتاب " السیاسۃ والبلاغ الاکید والناموس الاعظم " میں جو عبیداللہ بن الحسن قیروانی کا خط سلیمان بن الحسن الجنانی کے نام ہے جس میں اس نے تاکید کی ہے کہ لوگوں کو ان مرغوبات کے ذریعے دعوت دو جن کی طرف وہ میلان رکھتے ہیں اور ہر ایک پر یہ ظاہر کرو کہ تم اسی کے آدمی ہو اور جس میں " صلاحیت " دیکھو اس پر اپنا راز ظاہر کرو۔ اور اگر کوئی فلسفی مل جائے تو غنیمت سمجھو کیونکہ فلاسفہ ہی ہمارا سرمایہ ہے۔

اس نے خط میں آخرت اور عذاب و ثواب کا بھی انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ جنت مراد دنیا کا آرام اور عذاب سے مراد متشرع لوگوں کا نماز، روزہ، حج اور جہاد میں مشغول ہونا ہے۔ اس نے اسی خط میں لکھا ہے کہ اہل شریعت ایسے خدا کو پوجتے ہیں جسے پہچانتے نہیں اور اس کے نام کے سوا اس کے جسم تک رسائی نہیں۔

اس نے لکھا ہے کہ دہریہ کی عزت کرو کہ وہ ہمارے اور ہم ان کے ہیں، اسی

طرح وہ معجزات، نزول ملائکہ، بلکہ آسمان میں وجود ملائکہ کے وجود ہی کے منکر ہیں اور اپنے داعیوں کو ملائکہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور اپنے مخالفین کو شیطان کہتے ہیں۔ وہ انبیاء علیہم السلام کو نبوت کے ذریعہ قیادت کے خواہشمند بتاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہر وہ رکن شریعت کی گمراہانہ تاویل کرتے ہیں۔ ان کے ہاں نماز کے معنی اپنے امام کی پیروی حج کے معنی اس کی زیارت اور خدمت۔ صوم کا مطلب، امام کے راز کا افشا نہ کرنا زنا کا مطلب بغیر عہد و پیمان لیے اپنے مذہب کا راز بتانا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جو عبادت کا مفہوم سمجھ گیا اس سے فرض ساقط ہو جاتا ہے اس کی دلیل (واعبد ربک حتی یاتیک الیقین (حجر ۹۹) سے دیتے اور یقین کا مطلب تاویل بتاتے ہیں۔

قیروانی نے اپنے رسالہ میں سلیمان بن الحسن کو لکھا ہے کہ لوگوں کو قرآن۔ تورات۔ زبور اور انجیل کی طرف سے شک میں مبتلا کر دو اور انہیں ابطال شریعت اور انکار آخرت و ملائکہ کی دعوت دو۔ رسالہ کے آخیر میں کہتا ہے کہ اس آدمی پر سخت تعجب ہے جو عقل کا مدعی ہو اور اس کی خوبصورت بہن یا بیٹی ہو (اور اس کی بیوی حسین نہ ہو) پھر بھی وہ انہیں اپنے اوپر حرام سمجھے اور ان کا دوسرے سے نکاح کر دے۔ اگر اس جاہل کو عقل ہوتی تو اپنی بہن بیٹی کا اپنے کو مستحق سمجھتا۔ مگر ایسا اس لئے ہوا کہ ان کے نبی نے ان پر اچھی چیزیں حرام کر دیں اور ایک غیر معقول و غائب خدا کا خوف پیدا کر دیا ہے اور ان میں حشر و حساب اور دوزخ و جنت کی خبریں بتائیں جنہیں وہ کبھی نہیں دیکھیں گے۔ اس طرح اس نے انہیں غلام اور اپنی زندگی میں اپنا اور اپنے خاندان کا وفادار بنا دیا۔ اور ان کے مال کا استحصال کیا گویا ان سے اپنا معاملہ نقد کیا اور ان سے ادھار کا وعدہ کیا۔

عبد القاہر بغدادی (م ۴۲۹ھ) اپنی مشہور کتاب "الفرق بین الفرق" کی سترھویں فصل" باطنیہ کے خارج از اسلام ہونے کے بیان میں" فرماتے ہیں:۔

"مسلمانوں پر باطنیہ کا ضرر یہود و نصاریٰ اور مجوس سے بھی زیادہ ہے۔ بلکہ تمام دہریوں، ہر قسم کے کافروں اور آخیر زمانہ میں ظاہر ہونے والے دجال کے ضرر و نقصان سے بھی کہیں بڑھا ہوا ہے کیونکہ باطنی دعوت کے ظہور سے اب تک اس کے ذریعے گمراہ ہونے والوں کی تعداد کہیں زیادہ ہے اس لئے کہ فتنہ دجال تو کل چالیس دن رہے گا۔ جب کہ باطنیہ کے دجل و فریب ریت کے ذروں اور بارش کے قطروں سے

بھی زیادہ ہیں۔

اصحاب مقالات اخوان الصفا کا کہنا ہے کہ 'باطنی دعوت، کی بنیاد ایک جماعت نے رکھی ہے جن میں سے ایک میمون بن دیصان القداح بھی تھا۔ جو جعفر بن محمد صادق کا غلام اور اہواز کا رہنے والا تھا۔ ان میں محمد بن الحسین، الملقب بہ ذیذان بھی تھا۔ یہ دونوں جب والئ عراق کی قید میں تھے تو انہوں نے وہاں باطنی مذہب کے قیام کی سازش کی۔ سب سے پہلے اس جماعت میں الجبل کے کردوں کے ساتھ البدین نامی شخص داخل ہوا۔ پھر میمون بن دیصان المغرب کی طرف چلا گیا اور اپنے کو عقیل بن ابی طالب کی نسل سے ظاہر کیا۔ پھر غالی رافضیوں اور حلول کے قائلوں کی تائید پاکر محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق کی نسل سے ہونے دعویٰ کیا۔ حالاں کہ انہوں نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی تھی۔

پھر اس باطنی دعوت میں حمدان قرمط داخل ہوا (اس کجروی، چھوٹے قدموں سے چلنے یا کج مج نویسی کی وجہ سے اسے قرمط کہتے تھے) وہ ابتداء میں سواد کوفہ کا ایک کسان تھا۔ قرامطہ کی نسبت اسی کی طرف ہوتی ہے۔ پھر اس دعوت میں ابو سعید الجنابی داخل ہوا جو بحرین کے علاقے میں غالب آیا۔ اور بنو سینبر اس کی دعوت میں داخل ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد القداح کی نسل میں سعید بن الحسین پیدا ہوا۔ جس نے اپنا نام نسب بدل کر اپنے کو عبید اللہ بن الحسن محمد بن اسمٰعیل بن جعفر الصادق ظاہر کیا۔ پھر اس کا فتنہ المغرب میں نمودار ہوا۔ اس کی اولاد آج کل مصر کے علاقے پر قابض ہے۔ انہیں میں ابن کرویہ بن مہرویہ الدندانی تلمیذ حمدان اور حمدان کا بھائی مامون نے فارس میں اپنی دعوت دی۔ اسی لئے قرامطہ فارس کو 'مامونیہ' بھی کہا جاتا ہے۔ ارض دیلم میں ابوحاتم نے باطنی دعوت دی۔ نیشاپور میں الشعرانی نے دعوت دی۔ جو ابوبکر بن محتاج کے عہد میں قتل ہوا۔ ماوراء النہر کے داعی محمد بن احمد نسفی اور ابو یعقوب السجزی المعروف بہ بندانہ تھے۔ نسفی نے المحصول اور ابو یعقوب نے اساس الدعوۃ، تاویل الشرائع، کشف الاسرار لکھی۔ نسفی اور بندانہ بھی اپنی ضلالت کے سبب قتل ہوئے۔

بابک خرمی | اصحاب تاریخ نے لکھا ہے کہ باطنیہ کی دعوت مامون کے زمانے میں شروع ہوئی۔ اور معتصم کے زمانے میں اشاعت پذیر ہوئی۔ معتصم کے فوجی افسر الافشین نے بھی باطنی دعوت قبول کر لی تھی۔ اور بابک خرمی سے ملا ہوا تھا۔ جو البدین کے علاقے میں بغاوت برپا کئے ہوئے تھا۔ جبل خرمیہ کے مکین مزدکی تھے اس لئے خرمی اور باطنی متحد ہوگئے۔ چنانچہ بابک کے ساتھ اہل بدین اور دیلم کے تقریباً تین لاکھ آدمی ہوگئے۔ خلیفہ نے ان کے مقابلے پر الافشین کو بھیجا۔ خلیفہ اسے مسلمانوں کا مخلص سمجھ رہا تھا۔ حالاں کہ وہ بابک سے ملا ہوا تھا۔ چنانچہ اس نے مسلمان فوجوں کی کمزوریاں بتادیں اور بہت سے مسلمان شہید ہوگئے۔ پھر الافشین کو کمک پہنچی اور